التفسیر: مجلس تفسیر، کراچی جلد:۱۰، شمارہ:۲۸، جولائی۔دسمبر۲۰۱۶ء

قرآنی اصطلاح ''الکفر'' کے اطلاقی پہلو یہود ونصاریٰ کے پس منظر میں

ڈاکٹر سجاد علی

اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، شاہ عبدالطیف یونیورسٹی

Abstract

This topic has been under discussion that Jews and Christians are non-Muslims or they are just considered People of Book (Aihle-e-Kitab). Most of the Islamic scholars of the world are of the view that Jews and Christians come in the category of non-believers but a section of Muslim ummah argues that in the light of the Holy Quran, Jews and Christians are called People of Book and they are not non-Muslims. They can only be termed as People of Book. The Holy Quran makes mention of the People of Book forty one times and every time it explains non-Muslims and People of Book separately. From this point of view, it becomes quite clear that non-Muslims and People of Book are entirely two different religious terms/faiths. Moreover, some Jews and Christians have preached the oneness of Allah Almighty. However, Muslim scholars and religious experts should treat them as People of Book rather than the Jews and Christians so that a vast gulf of differences may be bridged for humanity..

Key Words: People of the book, Islamic Scholars, Jews, Christians, Non-Muslims

یہود ونصاریٰ کے کفر وشرک کے حوالے سے محققین وفقہاء کے درمیان ہمیشہ سے اختلاف رہا ہے۔گلوبلائزیشن کے اس دور میں یہ موضوع بہت زیادہ ابھر کے سامنے آیا ہے کیونکہ سماجی روابط کے فاصلے بہت تیزی کے ساتھ کم ہوئے جس سے سماج میں بہت زیادہ قربت پیدا ہوئی۔جس کی وجہ سے مذہبی تکثیریت علاقائی سطح سے نکل کر عالمگیر سطح پر پہنچ چکی ہے۔آج ممکن ہے کہ ایک ہی گھر میں والد مسلم، ماں عیسائی اور بچے یہودی ہوں۔اس طرح کے مسائل مغربی ممالک میں دیکھنے کو بہت زیادہ ملتے ہیں۔ان مسائل کے حل کے لئے سماج میں بسنے والے مذاہب کے درمیان ہم آہنگی کے لئے لازمی ہے کہ مذاہب کے بارے میں کماحقہ آگائی حاصل ہو۔علاوہ ازیں مذاہب کے بارے میں مروجہ خیالات اور نظریات کی تفہیم جدید بھی لازم ہے تاکہ انسانیت کے درمیان قربت اور ہم آہنگی میں اضافہ ہو۔اس لئے موجودہ معاشرتی کشمکش میں یہودیت، عیسائیت اور دیگر مذاہب کے بارے میں

قرآن وحدیث کے تناظر میں ایک واضح اور صحیح رائے قائم کرنا انتہائی ضروری ہے تا کہ مسلمانوں کی نئی نسل کو دیگر مذاہب کے ساتھ روابط اور تعلقات قائم کرنے میں اسلامی نقطہ نگاہ سے واضح ہدایات مل سکیں۔اسی تناظر میں اس تحقیقی مقالے کو مرتب کیا گیا ہے۔

" کفر"عربی زبان کی اصطلاح ہے جس کا عمومی مفہوم اسلام کا انکار سمجھا جاتا ہے ۔انگریزی میں اس کا ترجمہ Infidelity (۱) کیا جاتا ہے۔عربی لغت میں بنیادی طور پر کفر کے دو معانی ہیں،ایک چھپانا اور دوسرا انکار۔باقی جتنے بھی کفر کے لغوی مفاہیم ہیں وہ ان دو معانی سے مستنبط ہیں۔قرآن مجید میں کفر کا لفظ زیادہ تر اول الذکر یعنی "چھپانے" کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔جیسے کہ ارشاد باری ہے:

اِنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا وَمَاتُوا وَھُمْ کُفَّارٌ۔(۲)

''بیشک جنہوں نے (حق کو چھپا کر) کفر کیا اور اس حال میں مرے کہ وہ کافر ہی تھے۔''(۳)

اسی سے شرعی احکام میں ایک اصطلاح " کفارہ" بھی مستعمل ہے جس کا مفہوم یہی ہے کہ شرعی احکام میں کوتاہی ہونے کی صورت میں اس کوتاہی اور کمی کو چھپانے کا طریقہ یہ ہے کہ متبادل کوئی اور عبادت بجالائی جائے اس عبادت کو کفارہ کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں جن آیات میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے ان میں بعض مواقع پر اس کا ترجمہ مٹانا بھی کیا جاتا ہے۔جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوا کَبَائِرَ مَا تُنْھَوْنَ عَنْہُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّئَاتِکُمْ وَنُدْخِلْکُمْ مُدْخَلًا کَرِیمًا (۴)

''اگر تم کبیرہ گناہوں سے جن سے تمہیں روکا گیا ہے بچتے رہو تو ہم تم سے تمہاری چھوٹی برائیاں مٹا دیں گے اور تمہیں عزت والی جگہ میں داخل فرمادیں گے۔''(۵)

مٹانا درحقیقت چھپانے کے مفہوم سے ماخوذ ہے ورنہ لغوی اعتبار سے کفر مٹانے کے معنی نہیں دیتا ہے۔اسی طرح بعض آیات میں مفسرین ناشکری کے مفہوم میں بھی اس لفظ کا ترجمہ کرتے ہیں۔جیسا کہ مشہور آیت ہے:

وَاشْکُرُوا لِی وَلَا تَکْفُرُونِ (۶)

''میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔''(۷)

اکثر مفسرین نے اس آیت کا ترجمہ ناشکری کیا ہے۔جبکہ لغوی ترجمہ یوں ہونا چاہیے کہ میرا شکر کرو اور میرے نعمتوں کو مت چھپاؤ۔اس جگہ میں ناشکری کا ترجمہ درحقیقت نعمتوں کو چھپانے کے مفہوم میں ہی ہے۔کیونکہ:

''ناشکری کو کفر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں محسن کے احسان کو چھپانا ہے۔''(۸)

اسی طرح قدیم ترین تفسیر التبیان نے بھی یہی لکھا ہے:

ولا تکفرون] فیہ حذف، وتقدیرہ: ولا تکفروا نعمتی، لان الکفر ھو ستر النعمۃوجحدھا لاستر المنعم (۹)

جیسا کہ کہا گیا کہ کفر کے مشہور اور رائج العمل لغوی معنوں میں ایک معنی "انکار" کے ہیں۔لغوی اعتبار سے اس انکار کا مطلب اسلامی عقائد ہی کا انکار نہیں بلکہ مطلقاً انکار کے مفہوم میں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔قرآن مجید میں جتنے بھی مواقعوں پر کفر کی

اصطلاح استعمال ہوئی ہے ان میں بھی عقائد کے ساتھ ساتھ نعمات الٰہی اور احکام خداوندی کے انکار کے مفاہیم میں استعمال ہوئی ہے۔ بلکہ کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جو نعمات الٰہی یا نظریات سے ہٹ کو کوئی عمومی مفہوم دیتی ہو۔ ان تمام آیات کا اجمالی جائزہ لیا جائے تو دو ہی مفاہیم ابھر کر سامنے آتے ہیں، ایک نعمت الٰہی کے مقابلے میں ناشکری) نعمات الٰہی کو چھپانا اور دوسرا ایمان کے مقابلے میں انکاری۔ پس ثانی الذکر کو عمومی طور پر اسلامی اصطلاح میں کفر کہا جاتا ہے۔ قرآن کی متعدد آیات اسی دوسرے مفہوم پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

هُوَ الَّذِی خَلَقَکُمْ فَمِنکُمْ کَافِرٌ وَمِنکُم مُّؤْمِنٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِیرٌ (۱۰)

''وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پس تم میں سے (کوئی) کافر ہو گیا، اور تم میں سے (کوئی) مومن ہو گیا، اور اللہ اُن کاموں کو جو تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔''(۱۱)

المختصر یہ ہے کہ کفر کے لغوی مفہوم انکار کرنا اور چھپانے کے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ ایمان کے مقابلے میں آیا ہے جس کا یقینی مطلب یہی ہوا ہے کہ خدا کے وجود کے انکار کے ساتھ ساتھ خدائی احکامات کے انکاری کو کافر تصور کیا جائے گا۔ موضوع کے اعتبار سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسی مفہوم میں یہود و نصاریٰ کو بھی کافر سے معنون کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

قرآنی اصطلاح ''الکفر'' (مع الف لام) قرآن مجید میں کل گیارہ مرتبہ استعمال ہوئی ہے، تاہم لفظ ''کفر'' (بغیر الف لام) ۲۶ طریقوں سے کم و بیش ۳۶۴ مرتبہ آیا ہے۔ ان تمام آیات کا جائزہ لیا جائے تو ہمارے سامنے قرآنی معلومات کچھ یوں سامنے آتی ہیں۔ قرآن مجید میں اہل الکتاب کی اصطلاح کل ۳۱ مرتبہ آئی ہے جس میں سے چھ مرتبہ ان کو کفر کی اصطلاح کے ساتھ ملحق کر کے بیان کیا گیا ہے اور اگر اہل کتاب سے مراد صرف یہودی اور عیسائی لیا جائے تو یہودیوں کے لئے ایک مرتبہ کہ وہ حضرت عزیر کو ابن اللہ اور نصاریٰ کو بھی ایک مرتبہ کہ وہ حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح اہل کتاب کا نام لے بغیر عیسیٰ ابن اللہ کا تذکرہ بھی ایک دفعہ ہوا ہے:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (۱۲)

''بیشک ان لوگوں نے کفر کیا جو کہتے ہیں کہ یقیناً اللہ مسیح ابن مریم ہی (تو) ہے۔''(۱۳)

یوں حضرت عیسیٰ بن مریم کو اللہ کا شریک ٹھہرانے کا ذکر قرآن مجید میں سات مرتبہ آیا ہے جبکہ پانچ مواقع پر عیسیٰ بن مریم کے ساتھ حضرت عیسیٰ کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان تمام آیات کے پیش نظر علماء اسلام کے ایک طبقہ نے اہل کتاب بالخصوص یہود و نصاریٰ کو کافر قرار دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان آٹھ آیات کا بلا کسی تعصب اور عقیدت کے از سر نو جائزہ لینا ہوگا۔ یقیناً ان قرآنی نصوص سے انکار ممکن نہیں ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس سلسلے میں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ کیا جن چھ آیات میں کفر کو اہل کتاب سے ملحق کر کے بیان کیا گیا ہے اس کفر سے یہی وہ اصطلاحی و شرعی کفر مراد ہے جس کو آج کے دور میں متکلمین نے بیان کیا ہے؟ کیا ان آیات میں کفر سے مراد ہمیشہ ذات پروردگار کے وجود اور وحدانیت کا انکار ہے؟ کیا تمام کے تمام اہل کتاب بالخصوص یہود و نصاریٰ اس نظریہ کے قائل ہیں؟

اکثر مسلم محققین) فقہاء و مفسرین (یہود و نصاریٰ کو مشرک قرار دے کر انہیں نجس سمجھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک مشہور آیت بطور دلیل پیش کی جاتی ہے:

یَـایھـا ا الَّـذِینَ آمَنُوا نَّمَا الُمُشُرِ کونَ نَجَسٌ فَلَا یَقُرَبُوا الُمَسُجِدَ الُحَرَامَ بَعُدَ عَامِهِمُ هَذَا وَانُ خِفُتُمُ عَیُلَةً فَسَوُفَ یُغُنِیهُمُ الله ُمِنُ فَضُله اِنُ شَاءَ انَّ الله َعَلِیمٌ حَکِیمٌ (۱۴)

''اے ایمان والو! مشرکین تو سراپا نجاست ہیں سو وہ اپنے اس سال کے بعد (یعنی فتحِ مکہ کے بعد ۹ ھ سے) مسجدِ حرام کے قریب نہ آنے پائیں، اور اگر تمہیں (تجارت میں کمی کے باعث) مفلسی کا ڈر ہے تو (گھبراؤ نہیں) عنقریب اللہ اگر چاہے گا تو تمہیں اپنے فضل سے مال دار کر دے گا، بیشک اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔'' (۱۵)

اس آیت میں مشرکین کو نجس قرار دیا گیا ہے۔ اکثر مسلم محققین) فقہاء و مفسرین (نے کلی طور پر تمام مشرکین کو نجس) پلید قرار دیا ہے وہی پر بعض محققین و مفسرین کے نزدیک اس آیت کے مصداق سارے یہود و نصاریٰ نہیں بلکہ مشرکین مکہ ہیں۔ اگر اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ اس آیت سے مراد صرف مشرکین مکہ ہیں تو پھر یقیناً عیسیٰ و عزیر کو ابن اللہ کے نظریہ رکھنے والے بھی مکہ کے یہود نصاریٰ ہیں کیونکہ نجس والی آیت کے بعد ایک آیت چھوڑ کر دوسری آیت میں ابن اللہ کا تذکرہ ہوا ہے۔ یعنی یہ دونوں موضوعات ایک ساتھ قرآن میں بیان ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ آیت بھی اسی حکم میں ملحق ہے یعنی آیت نجس کے مصداق مشرکین مکہ ہیں تو وہی پر آیہ تکفیر کے مصداق بھی مکہ کے کفار ہیں۔ جس سے ایک مفہوم یہی نکلتا ہے کہ عزیر و عیسیٰ کو اللہ کا بیٹے ماننے والے اس زمانے کے (مکہ و مدینہ بسنے والے) یہودی و نصاریٰ تھے۔ اگر اس بات کو مان لیا جائے تو اس شرک و کفر والی آیت کے مصداق اہل کتاب بالخصوص یہودی و نصاریٰ قرار نہیں پاتے ہیں بلکہ یہود و نصاریٰ میں سے ایک گروہ و فرقہ ایسا ہے جو اس عقیدے کا حامل ہے۔ اس بات کی تائید آیت میں خود موجود ہے:

وَقَالَتِ الُیَهودُ عُزَیُرٌ ابُنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَی ا لُمَسِیحُ ابُنُ اللَّهِ ذَلِکَ قَوُلُهُمُ بِاَفُوَاهِهِمُ یُضَاهِئُونَ قَوُلَ الَّذِینَ کَفَرُوا مِنُ قَبُلُ قَاتَلَهمُ اللَّه اَنَّی یُؤُفَکُونَ (۱۶)

''اور یہود نے کہا: عزیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا: مسیح (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کا (لغو) قول ہے جو اپنے مونہہ سے نکالتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے قول سے مشابہت (اختیار) کرتے ہیں جو (ان سے) پہلے کفر کر چکے ہیں، اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔'' (۱۷)

دونوں صورتوں (عزیر و عیسی ابن اللہ) الیھو د اور النصاری (ال معرفہ) کے ساتھ آیا ہے۔ ال معرفہ اسم نکرہ کو اسم معرفہ میں تبدیل کرتا ہے جس کا عام مفہوم یہی ہوتا ہے کہ عموم سے خصوص میں معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ لہذا ان دونوں آیات میں ال معرفہ کے استعمال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ خاص یہودی و عیسائی گروہ ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ عمومی طور پر تمام یہودی و عیسائی نہیں بلکہ ان دونوں مذاہب میں ایسے خاص گروہ موجود ہیں جو ابن اللہ کا عقیدہ رکھتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ گروہ حیات رسول

میں مکہ میں موجود تھا ممکن ہے کہ ایسے گروہ ان مذاہب میں آج بھی دنیا کے مختلف علاقوں میں موجود ہو۔ لہذا قرآنی حکم سے انکار نہیں لیکن دوسری طرف ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ عزیر اور عیسیٰ علیہم السلام کے ابن اللہ کا عقیدہ یہود و نصاریٰ کا کوئی متفقہ عقیدہ ہے۔ دور حاضر میں بھی ان دونوں مذاہب کی تعلیمات میں اس طرح کا کوئی واضح عقیدہ موجود نہیں ہے۔ عمومی طور پر یہودیت کا عقیدہ ثنویت اور عیسائیت کا عقیدہ تثلیث کو شرک و کفر کا مظہر اور عملی شکل سمجھا جاتا ہے۔ لیکن دونوں مذاہب کے نزدیک مطلقاً اس سے شرک باللہ مراد نہیں ہے۔ یہ ہمارے موضوع کا حصہ نہیں ہے کہ ان مذکورہ عقائد کی حقیقت پر بحث کریں صرف اتنا کہنا مقصود ہے کہ تمام یہود و نصاریٰ ان عقائد سے شرک باللہ تعبیر نہیں کرتے ہیں۔ محققین اور علماء کی اکثریت ان دونوں مذاہب کے مذکورہ عقائد کی تعبیرات کو منتج بہ شرک قرار دیتے ہیں۔ یوں تو اسلام کے ماننے والوں میں بھی ایسے نظریات موجود ہیں جس کو بعض لوگ شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسے کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا، اہل سنت اور اہل تشیع میں عمومی طور پر جائز اور مباح فعل ہے لیکن اہل حدیث (اہل سنت کا ایک فرقہ) غیر اللہ سے مدد طلب کرنا شرک تصور کرتے ہیں۔ یقیناً اصل حکم میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا جائز نہیں ہے، شیعہ و سنی کی اکثریت غیر اللہ کی مدد کو درحقیقت حکم خدا کے مظہر اور وسیلہ سمجھتے ہیں۔ یوں اس طرح کے ابحاث اور نظریات تو خود اسلام کے مختلف مکاتب فکر میں بھی موجود ہیں۔ اگر نظریات کے تعبیری پہلو میں اختلاف پر کفر کا فتویٰ لگنا شروع ہو جائے تو پھر شاید دنیا میں کوئی مسلمان فرقہ باقی نہیں رہے گا۔ عیسائیت کے عقائد کا جائزہ لیا جائے تو ان کا بنیادی عقیدہ تثلیث ہے۔ قرآن مجید نے تین مواقع پر اس عقیدہ کا ذکر کیا ہے۔ عقیدہ تثلیث کی مختلف تعبیرات میں سے ایک تعبیر یقیناً ایسی بھی ہے جس سے تین خداؤں کا مجموعہ سے ایک خدا بنتا ہے۔ عیسائی علماء اس عقیدہ کی مختلف تعبیرات پیش کرتے ہیں۔ عقیدہ تثلیث کی مختلف تعبیرات بیان کی گئی ہیں جن میں سے ایک تعبیر کے مطابق یہ تینوں الگ الگ حیثیت کے حامل ہیں، دوسرا اور تیسرا ایک خدا کے مظہر ہیں۔ یہ ایک ایسی تعبیر اور تشریح ہے جس کی بنیاد پر عیسائیت کو کافر اور مشرک قرار دینا مشکل ہے البتہ عیسائیت کے زیادہ تر علماء اور محققین نے ایک تشریح یہ بتائی ہے کہ یہ تینوں الگ الگ ہونے کے باوجود ایک ہیں یعنی تین ایک ہیں یا ایک تین ہیں۔ بعض عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ:

''باپ، بیٹے اور روح القدس کے مجموعہ کا نام خدا ہے'' (۱۸)

اس صورت میں عیسائیت کے اس بنیادی عقیدے میں توحید خالص باقی نہیں رہتا ہے بلکہ شرک باللہ صادق آجاتا ہے۔ قرآن نے اس کو صراحت کے ساتھ پیش کیا ہے:

قَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا انَّ الله ثَالِثُ ثَلاثَة وَمَا مِنْ الِه الا الهٌ وَاحِدٌ وَانْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ الِيم (۱۹)

''بیشک ایسے لوگ (بھی) کافر ہوگئے ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ تین (معبودوں) میں تیسرا ہے۔ حالانکہ معبودِ یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اگر وہ ان (بیہودہ باتوں) سے جو وہ کہہ رہے ہیں باز نہ آئے تو ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔'' (۲۰)

یقیناً قرآنی نقطہ نظر سے اس بات کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ وہی عقیدہ کی تعبیر ہے کہ عیسائیت کا ایک گروہ حضرت عیسیٰ کو اللہ کا

بیٹا تصور کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اس عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے اس کی نفی کی ہے۔

یَااَھْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوا فِی دِینِکُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِیحُ عِیسی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُولُ اللہِ وَکَلِمَتُہُ اَلْقَاھَا اِلَی مَرْیَمَ وَرُوحٌ مِنْہُ فَآمِنُوا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَۃٌ انْتَھُوا خَیْرًا لَکُمْ اِنَّمَا اللہُ اِلٰہٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَہ انْ یَکُونَ لَہُ وَلَدٌ لَکَ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیلاً (۲۱)

''اے کتاب والو! اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو، مگر سچ مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا، اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ، کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح، تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو، باز رہو اپنے بھلے کو، اللہ تو ایک ہی خدا ہے، پاکی اُسے؛ اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو اس کا (اسی کا مال ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کافی کارساز) ہے۔'' (۲۲)

اسی طرح ایک اور جگہ میں بھی اسی طرح کا تذکرہ ہوا ہے:

لَقَدْ کَفَرَ الَّذِینَ قَالُوا اِنَّ اللہَ ھوَ الْمَسِیحُ ابْنُ مَرْیَمَ وَقَالَ الْمَسِیحُ یَابَنِی اِسْرَائِیلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّی وَرَبَّکُمْ انہُ مَنْ یُشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوَاہُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِینَ مِنْ اَنْصَار (۲۳)

''بیشک کافر ہیں وہ، جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے اور مسیح نے تو یہ کہا تھا، اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو، جو میرا رب اور تمہارا رب، بیشک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔'' (۲۴)

قرآن مجید کی ان آیات میں صریح طور پر بیان ہوا ہے کہ جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا (شریک) قرار دیتے ہیں وہ لوگ یقیناً کافر ہیں لیکن یہ مذہب عیسائیت کا مسلمہ عقیدہ نہیں ہے۔ کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اصل عیسائیت اور یہودیت میں توحید ہی بنیادی عقیدہ ہے۔ انجیل اور بائبل کی اصل تعلیمات میں عقیدہ توحید کی تاکید کی گئی ہے۔ ''تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر'' اور صرف یہی نہیں کہ وہ اس کے قائل تھے بلکہ ان کی ساری کوششوں کا مقصد یہ تھا کہ زمین پر خدا کے امرِ شرعی کی اسی طرح اطاعت ہو جس طرح آسمان پر اس کے امرِ تکوینی کی اطاعت ہو رہی ہے: ''تیری بادشاہی آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو'' پھر یہ بات کہ مسیح علیہ السلام اپنے آپ کو نبی اور آسمانی بادشاہت کے نمائندے کی حیثیت سے پیش کرتے تھے اور اسی حیثیت سے لوگوں کو اپنی اطاعت کی طرف دعوت دیتے تھے جو کہ ان کے متعدد اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔ (۲۵) عیسائیت کے بعض گروہوں کا ہمیشہ سے یہ نظریہ بھی رہا ہے کہ عیسیٰ اللہ کی طرف سے صرف ایک مسیحہ ہیں نہ کہ ابن اللہ۔ عیسائیت کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو کئی ایسی تحریکیں ملتی ہیں جو گاہے بگاہے عیسائیت کے عقیدہ تثلیث سے بغاوت کرتے ہوئے خالص توحید کی طرف رجوع کیا ہے۔ ان تحریکوں میں پروٹیسٹنٹ اور یہوواہ وٹنسز تحریکیں مشہور ہیں۔

''یہوواہ وٹنسز (گواہان خدا(اس) تثلیث) سے اختلاف کرتے ہیں کہ ایک ایسا وقت بھی تھا جب خدا جس کا اصل نام یہوواہ ہے اکیلا تھا۔اس لیے ایک ایسا وقت بھی تھا جب یہوواہ تمام کائنا میں اکیلا تھا۔تمام تر زندگی قوت اور قوت مخیلہ اس میں تھی۔لیکن یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اکیلا پن محسوس کرتا تھا۔کیونکہ وہ اپنے آپ میں مکمل ہے اور کوئی ایسی چیز نہیں جس کی وہ کمی محسوس کرتا ہو۔''(۲۶)

اس سے اندازہ ہوتا ہے یہوواہ وٹنسز کے نزدیک حقیقی طور پر خدا ایک ہی ہے۔اسی طرح عیسائیت میں ایسے فرقے ہمیشہ سے موجود رہے ہیں جو توحید خالص کے معتقد ہیں۔ عیسائیت کے دو بڑے فرقے کیتھولک اور پروٹیسٹنٹ کی اکثریت تثلیث کے عقیدے کی قائل ہیں تاہم متعدد چھوٹے فرقے آج بھی موجود ہیں جو حضرت عیسیٰ کو صرف مسیح مانتے ہیں۔

''عیسایوں کا سب سے پرانا فرقہ جن کو ''ابیون'' کہتے ہیں، موحد شمار ہوتا ہے۔وہ حضرت عیسیٰ (ع) کو صرف خدا کا رسول سمجھتے ہیں اور الوہیت کے مقام کو ذات اقدس الٰہی سے منحصر کرتے ہیں۔بہت سے قراین موجود ہیں کہ حقیقی عیسایت ،توحید اور خدا کی حقیقی وحدانیت کی بنیاد پر قائم ہے۔ابتدائی صدیوں میں بہت سے ایسے خطوط لوگوں کے پاس موجود تھے جن میں حضرت عیسیٰ کو دوسرے پیغمبروں کی طرح پیغمبر اور خدا کو واحد سمجھتے تھے۔ان خطوط میں دو عجیب وغریب نکتہ، جواب متروک ہوگیے ہیں، اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں: اول: اکثر وبیشتر خطوط میں حضرت عیسیٰ کو خدا کا رسول اور نبی کے عنوان سے پیش کیا ہے اور خدا، خالق یا رب نہیں بیان کیا ہے۔دوسرے عیسایت کے آغاز میں ایسے خطوط پائے جاتے ہیں جن میں لوگوں اور انقلابیوں کی حمایت اور سرمایہ داری، قدرت اور حکومت کی مخالفت موجود تھی۔''(۲۷)

بہر حال اللہ تعالیٰ کی وحدیانیت کے اقرار کرنے والے متعدد عیسائی گروہ آج بھی دنیا بھر میں موجود ہیں۔تاہم عیسائیت کے دو بڑے فرقے کیتھولک اور پروٹیسٹنٹ عیسیٰ ابن اللہ کے عقیدے کے ہی حامل ہیں اور ان کے علماؤں نے مختلف) مصنوعی (تحویلات کے ذریعے حضرت عیسیٰ کو خدا کے فرزند قرار دیا ہے۔عرف عام میں اس عقیدہ کو doctrine of Trinity (یعنی تین ایک کا مفہوم) کہا جاتا ہے۔اور یہ عقیدہ مذہب عیسائیت میں کسی نہ کسی گروہ کا عقیدہ ہمیشہ سے رہا ہے تب تو قرآن مجید نے اس کا ذکر کیا ہے۔البتہ یہ عیسائیت کا مسلمہ عقیدہ نہیں ہے۔بنیادی طور پر حضرت عیسیٰ کی حیثیت کے بارے میں خود عیسائیت تین حصوں میں منقسم ہے ایک کا بنیادی نظریہ یہی ہے جو اسلام کا نظریہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کا بندہ اور رسول ہیں جبکہ ایک خود عیسیٰ کا ثالث و ثلاثہ کے تحت خدا تصور کرتے ہیں جبکہ ایک گروہ حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا تصور کرتا ہے۔ہمارا مدعا یہی ہے کہ اصل عیسائیت میں آخر الذکر دونوں کی گنجائش نہیں ہے، عیسائیت کی اصل تعلیمات کے مطابق توحید ہی کا عقیدہ عیسائیت میں موجود ہے، ہمیں اس کے مطابق ان کے ساتھ معاملے کرتے ہوئے بعد الذکر دونوں کے بارے میں مباحثہ و مذاکرہ کو جاری رکھنا چاہیے۔اگر آج کی عیسائیت ثانی الذکر کی قائل ہوئی ہے تو یہ ایک انحرافی پہلو ہے جس کی طرف عالمانہ ومحققانہ بحث ومباحثہ کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ اس کی بنیاد پر اصل عیسائیت کو پس پشت میں ڈال کر کفر وشرک کے الزامات لگائے جائیں۔عیسائیت کی مانند یہودیت بھی اہل

کتاب ہیں انہیں بھی مشرک اور کافر نہیں کہنا چاہیے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ یہودیت کا بھی بنیادی عقیدہ توحید ہے۔ یہودیوں کے بعض فرقے مسلمانوں اور عیسائیت کے مقابلے میں توحید کے حوالے سے زیادہ سخت گیر ہیں۔ یہودیت اور عیسائیت کو کافر اور مشرک کے مصداق اس لئے بھی قرار نہیں دیا جاسکتا ہے کیونکہ قرآن مجید کی متعدد آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین اور اہل کتاب کے احکامات کو جُدا جُدا بیان کیا ہے۔ اگر یہود ونصاریٰ کافر اور مشرک ہوتے تو پھر اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو مشرکین سے الگ الگ کر کے بیان نہیں کرتے۔ جیسے کہ اہل کتاب کے ساتھ معاملات زندگی کو استوار کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے جبکہ مشرکین اور کافروں کے ساتھ معاملات زندگی کو استوار کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ (۲۸)

''اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں کیونکہ مومنہ لونڈی مشرک عورت سے بہتر ہے اگر چہ وہ تمھیں بہت پسند ہو اور مشرکین کو بھی لڑکیاں نہ دینا جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور مومن غلام مشرک سے بہتر ہے اگر چہ وہ تمھیں بہت پسند ہو۔'' (۲۹)

جبکہ اہل کتاب کے ساتھ عقد نکاح کی اجازت ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ (۳۰)

''آج تمھارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا بھی تمھارے لیے حلال ہے اور تمھارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور پاک دامن مومنہ عورتیں نیز جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان کی پاک دامن عورتیں بھی) حلال کر دی گئی ہیں (بشرطیکہ ان کا حق مہر دے دو پاکیز گی کے ساتھ نہ کھلا کھلم زنا کی اجرت کے طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر دوستی کے انداز سے۔'' (۳۱)

ان آیات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اہل کتاب اور مشرک دو الگ الگ گروہ ہیں تب ہی تو خالق کائنات نے مشرکین سے ازدواجی زندگی استوار کرنے کی اجازت نہیں دی جبکہ اہل کتاب کے ساتھ اس بات کو جائز قرار دیا ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اہل کتاب کلی طور پر مشرک اور کافر نہیں ہیں۔

نتائج:

۱۔ قرآنی روح سے یہود ونصاریٰ مطلقاً کافر، مشرک، مرتد نہیں ہیں لہذا انہیں صرف اہل کتاب تصور کیا جائے۔

۲۔ قرآن مجید میں اہل الکتاب کی اصطلاح کل ۳۰ مرتبہ آئی ہے جس میں سے چھ مرتبہ ان کو کفر کی اصطلاح کے ساتھ ملحق کر کے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ان آیات سے بھی مطلقاً یہود ونصاری کا فر قرار نہیں پاتے ہیں بلکہ ان کے درمیان ایک گروہ مشرک و کافر ہمیشہ سے رہا ہے اور آج بھی یہ گروہ موجود ہے۔ قرآن نے اسی مناسبت سے اس کو بیان کیا ہے لیکن دوسری طرف من حیث مذہب قرآن نے انہیں مشرک وکافر قرار نہیں دیا ہے۔

۳۔ قرآن مجید میں اہل کتاب کا تذکرہ تقریباً اکیس دفعہ ہوا اور ہر دفعہ اہل کتاب کو مشرکین سے علحیدہ کر کے بیان کیا گیا ہے لہذا اہل کتاب اور مشرکین کو الگ الگ سمجھنا چاہئے۔

۴۔ قرآن کی آیت سورہ توبہ میں واضح انداز میں مشرکین اور اہل کتاب کے احکامات کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ جس سے اہل کتاب سے معاشرتی اور سماجی تعلقات قائم کرنے کی واضح دلیل ملتی ہے۔

۵۔ مذہب عیسائیت کے اصل تعلیمات میں توحید باری تعالیٰ موجود ہے اور بعد کے ادوار میں بھی ان کے اندر توحیدی فرقے موجود رہیں ہیں۔ دور حاضر میں بھی توحید خالص کے عقیدہ کے حامل فرقے اس مذہب میں پائے جاتے ہیں۔

۶۔ عیسائیت کی طرح مذہب یہودیت بھی اپنی اصل میں توحیدی مذہب ہے۔ ان کے درمیان بعض یہودیوں کا ہمیشہ سے توحید خالص کا عقیدہ موجود رہا ہے۔ یہاں تک کہ آج بھی ان کے درمیان سخت گیر موحدین کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔

۷۔ انجیل تحریف شدہ ہونے کے باوجود عقیدہ تثلیث (تین ایک یا ایک تین) کی تعبیر کی تائید نہیں کرتی ہے اس لئے مسلمان محققین اور علماء کو بھی عیسائیت کے بارے میں شرک وکفر کہنے کے بجائے انہیں صرف اہل کتاب سے یاد کرنا چاہئے تاکہ انسانی وحدت میں موجود رکاوٹیں دور ہوسکیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ انگلش اردو ڈکشنری

۲۔ القرآن: ۲/۱۶۱

۳۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، عرفان القرآن (اردو ترجمہ) لاہور، منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۵ء، البقرہ: ۱۶۱

۴۔ القرآن: ۴/۳۱

۵۔ طاہر القادری، عرفان القرآن، النساء: ۳۱

۶۔ القرآن: ۲/۱۵۲

۷۔ طاہر القادری، عرفان القرآن، البقرہ: ۱۵۲

۸۔ شفیع عثمانی، محمد، تفسیر معارف القرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۱۹۶۹ء)، ج 1، ص ۶۳

۹۔ شیخ الطائفہ ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی، التبیان فی تفسیر القرآن، تحقیق وتصحیح احمد حبیب قصیر العاملی، ج ۲، ص ۳۰

۱۰۔القرآن:۲/۶۴

۱۱۔طاہرالقادری،عرفان القرآن،التغابن:۲

۱۲۔القرآن:۵/۱۷

۱۳۔طاہرالقادری،عرفان القرآن،المائدہ:۱۷

۱۴۔القرآن:۹/۲۸

۱۵۔طاہرالقادری،عرفان القرآن،التوبہ:۲۸

۱۶۔القرآن:۹/۳۰

۱۷۔طاہرالقادری،عرفان القرآن،التوبہ:۳۰

۱۸۔چیمہ،غلام رسول، پروفیسر، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ،لاہور،علم و عرفان پبلیشرز،جنوری۲۰۰۶ء،ص۵۴۷،بحوالہ انسائکلو پیڈیا برٹانیکا،ص۴۹۷، ج۲۲،مقالہ تثلیث

۱۹۔القرآن:۵/۷۳

۲۰۔طاہرالقادری،عرفان القرآن،المائدہ:۷۳

۲۱۔القرآن:۴/۱۷۱

۲۲۔طاہرشفیع عثمانی،محمد،تفسیر معارف القرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن،۱۹۶۹ء)،نساء:۱۷۱

۲۳۔القرآن:۵/۷۲

۲۴۔شفیع عثمانی،تفسیر معارف القرآن،المائدہ:۷۲

۲۵۔عبدالحمدی آرائیں/ ڈاکٹرمختیار احمد کاندھڑ،قرآن میں عیسیٰ کی تعلیمات اور موجودہ عیسائیت،Scholar The (ج1، جولائی تا دسمبر۲۰۱۵ء،بحوالہ بائبل(KJV) متی ۱:۱۴،متی ۶:۱۰

۲۶۔چیمہ،غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ،ص۵۴۷

۲۷۔جلال الدین آشتیانی،تحقیقی در دین مسیح،ص۵۲،بحوالہ:http://makarem.ir/main.aspx?typeinfo=25&lid=4&mid=318256

۲۸۔القرآن:۲/۲۲۱

۲۹۔شفیع عثمانی،تفسیر معارف القرآن،البقرہ:۲۲۱

۳۰۔القرآن:۵/۵

۳۱۔شفیع عثمانی،تفسیر معارف القرآن،المائدہ:۵